③

پہاڑوں کی برف میں خدا کی حکمتیں

(فرمودہ 24 جنوری 1947ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کے کاموں اور بندہ کے کاموں میں کتنا فرق ہے۔ جب مَیں باہر جاتا ہوں تو برف دیکھ کر میرے دل میں خیال آتا ہے کہ اگر ساری دنیا کے کارخانے سارا سال برف بناتے رہیں تو بھی وہ صرف ڈلہوزی کے پہاڑوں کے پاسنگ 1 بھی نہ بنا سکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ملائکہ چند مہینوں میں اِتنی برف بنا دیتے ہیں کہ تمام دنیا کے کارخانے اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ صرف ڈلہوزی کے پہاڑوں کی برف دیکھ کر ہی انسان محوِ حیرت ہو جاتا ہے اور دنیا کے باقی پہاڑوں کی برفوں کی تو کوئی حد ہی نہیں ہے۔ یہی برفیں ہیں جو کہ سارا سال نہروں کو پانی مہیا کرتی ہیں۔ نہروں کے پانی سے سیراب ہونے والے مربعوں کے مالک اپنے غرور اور تکبر کی وجہ سے کمزور اور غریب لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ حالانکہ اُن کی تمام آمدنیں اور پیداواریں اِن برفوں کی وجہ سے ہوتی ہیں جو برفیں پڑتی ہیں اور سورج کی گرمی سے آہستہ آہستہ پگھلتی ہیں۔ اور برفوں کا پانی پہاڑوں سے دریاؤں میں جاتا ہے، دریاؤں سے نہروں میں جاتا ہے اور زمیندار اِس پانی سے اپنی کھیتیاں سیراب کرتے ہیں۔ اگر ایک سال برف نہ پڑے تو ان کی آمدنیں غائب ہو جائیں۔ پھر بجلی جس کے ساتھ ہمارے کارخانے چلتے ہیں اور جس سے رات کو ہمارے گھر روشن ہو جاتے ہیں، ہم اس سے پانی گرم کرتے ہیں، چائے پکاتے ہیں، کھانے تیار کرتے ہیں، مشینیں چلاتے ہیں۔ یہ سارے کام پنجاب میں ہمارے لئے بجلی کرتی ہے۔ اور یہ

بجلی بھی ایک چھوٹے سے نالے کا نتیجہ ہے جو، جوگندر نگر میں آ کر اونچائی سے گرتا ہے۔ وہ نالہ نہ تو دریاؤں میں شمار ہونے کے قابل ہے اور نہ ہی بڑے نالوں میں شمار ہونے کے قابل ہے کیونکہ بہت ہی چھوٹا سا نالہ ہے۔ لیکن اس چھوٹے سے نالے کے پانی سے اِتنی بجلی تیار کی جاتی ہے کہ اس سے آدھا پنجاب رات کو روشن ہو جاتا ہے اور دن کو اس سے کارخانے چلتے ہیں۔ اگر پہاڑوں پر برف نہ پڑے اور اس نالے میں پانی نہ آئے تو یہ بجلی بھی پیدا نہ ہو سکے اور ہمیں یہ سہولتیں نہ رہیں۔ چنانچہ پچھلے سال برف کم پڑی تو گورنمنٹ نے اس سال اعلان کر دیا کہ ہم جنوری اور فروری میں کارخانوں کو بجلی مہیا نہیں کر سکیں گے۔ یہ حقیقت ہے کہ وہ نالہ دریاؤں کے مقابلہ میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن اس چھوٹے سے نالہ سے آدھا پنجاب اپنے کارخانے چلا رہا ہے۔ اب بھاکڑہ ڈیم 2 سے بھی بجلی حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اِس جگہ کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہاں سے جوگندر نگر کی نسبت پندرہ سولہ گنا زیادہ طاقت حاصل کی جائیگی۔ جوگندر نگر کے کارخانہ کی طاقت کُل پچیس ہزار یونٹ ہے۔ اور بھاکڑہ ڈیم سے جو طاقت حاصل ہوگی اُس کا اندازہ تین چار لاکھ یونٹ کا ہے۔ گویا یہ پندرہ سولہ گُنا زیادہ ہوگی۔

یہ چیزیں حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے چھوٹے سے چھوٹے کھیل کا ایک حصہ ہیں اور اِس ایک حصہ تک پہنچ کر ہی دنیا کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں۔ یہ نہایت ہی معمولی سے معمولی چیزیں ہیں۔ لیکن انسان سینکڑوں سال کی محنت کے بعد جا کر اِن کی حقیقت کو معلوم کرتا ہے۔ حالانکہ یہ چیزیں اپنی ذات میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ اشیاء میں سے نہایت ہی ادنیٰ اور حقیر ہوتی ہیں۔ لیکن بڑے بڑے فلاسفر اور بڑے بڑے مفکر اپنی زندگیاں اِن کی کُنہہ معلوم کرنے میں صَرف کر دیتے ہیں۔ اور جب اپنی انتہائی تگ و دو کے بعد ایک مقام پر پہنچتے ہیں اور کسی حد تک کامیابی حاصل کر لیتے ہیں تو اُن کو کئی اَور لَا یَنْحَلُ عُقدے نظر آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ وہ حکیمِ مطلق کی حکمتوں کو اپنے علم اور اپنے افکار کے ذریعہ سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے انبیاء جو اُمّی یا اُمّیوں کی طرح ہی ہوتے ہیں یعنی دنیوی تعلیمات اُنہوں نے حاصل نہیں کی ہوتیں اُن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم دیا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حکمتوں اور اس کے کرشموں سے انتہائی طور پر محظوظ ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک چیز اُن کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہستی کا زندہ ثبوت ہوتی

ہے۔ اور دنیوی علوم جاننے والوں کی تحقیقات اُن کے نزدیک ایسی ہی ہوتی ہیں جیسے سورج کے مقابلہ میں چراغ۔ دنیا کی نظروں میں برف ٹھنڈی ہے اور اِس سے سردی پیدا ہوتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بندوں کے دل اِس برف کو دیکھ کر بھی اِس کی محبت میں گرم ہو جاتے ہیں اور اِس پھیکی برف سے بھی حلاوتِ ایمان حاصل کر لیتے ہیں۔'' (الفضل 4 فروری 1947ء)

1: پاسنگ: ترازو کے پلڑوں کی کمی بیشی کو پورا کرنے کی غرض سے جو وزن ترازو کی ڈنڈی سے باندھا جاتا ہے۔

2: بھاکڑہ ڈیم: دہلی سے 225 میل دُور دریائے ستلج پر ایک ڈیم اس پر ابتدائی کام 1946ء میں شروع ہوا اور اس ڈیم پر تعمیراتی کام کا آغاز 1948ء اور اس کی تعمیر 1963ء میں مکمل ہوئی۔ اس کا شمار دنیا کے بلند ترین ڈیمز میں ہوتا ہے اور یہ 741 فٹ بلند ہے۔

(اُردو جامع انسائیکلوپیڈیا جلد 1 صفحہ 277 مطبوعہ لاہور 1987ء)